ارشاد احمد عارف

احساس برتری

ایسی اطلاعات حب الوطنی کے جذبے سے سرشار دوسرے پاکستانیوں کی طرح ہمارے احساس فخر ومباہات میں اضافہ کرتی ہیں۔ جن سے بھارتی حکمرانوں کی بے اختیاری اور مالی معاملات میں کنجوسی کی حد تک کفایت شعاری کا تاثر ابھرتا ہو۔ جمہوریت اور اقتصادی ترقی میں نہ سہی کم از کم اختیارات اور مالی وسائل کو بے دریغ استعمال کرنے کے معاملہ میں ہمارے حکمران بھارتی عیتاؤں سے برتر ہیں۔

آج کے اخبارات میں بھارتی راجیہ سبھا کی کاروائی پڑھ کر ہمارا سر فخر سے بلند ہو گیا اور بھارت پر پاکستان کی برتری کے احساس نے دیر تک ہمیں مسرور رکھا۔ راجیہ سبھا نے وزیراعظم کو ماہانہ پندرہ سو روپے کے بجائے تین ہزار روپے، وزراء کو ایک ہزار کی بجائے دو ہزار روپے، وزراء مملکت کو پانچ سو کی بجائے ایک ہزار اور نائب وزراء کو تین سو روپے کی بجائے چھ سو روپے خرچ کرنے کی اجازت دیدی ہے۔ جس سے قومی خزانے پر سالانہ سوا بارہ لاکھ روپے کا اضافی بوجھ پڑے گا۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وزیراعظم اور وزراء کی تنخواہیں اور مراعات کیا ہوں گی۔

اس کے برعکس ہمارے ہاں صدر، وزیراعظم، چیف ایگزیکٹو اور وزراء تو درکنار ضلعی ناظموں کو دو لاکھ روپے ماہانہ خرچ کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور ان کی تنخواہوں کا پیکج پچاس ہزار روپے ماہانہ ہے۔ بیس ہزار روپے تنخواہ اور گریڈ 21 کے برابر مراعات کے علاوہ ضلعی ناظم کو گریڈ 19 اور اس سے اوپر کے افسر تبدیل کرنے کا اختیار ملا ہے۔ جسے سابقہ ادوار کے کئی وزیروں، مشیروں کی طرح سمجھداری سے استعمال کر کے وہ اپنی آمدنی میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ یہ ضلعی نظام ہمیں نصف کھرب روپے سالانہ میں پڑے گا اور قومی خزانے پر پڑنے والے اس اضافی بوجھ کیلئے ہمیں کسی پارلیمنٹ سے منظوری لینے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہماری کوئی حکومت کسی منتخب ادارے کی کبھی محتاج نہیں رہی اور ہمیں اس پر بھی فخر ہے۔

ایک بیوروکریٹ دوست بتا رہے تھے کہ چند سال قبل جب وہ پنجاب میں سیکرٹری خزانہ تھے۔ ایک دورافتادہ ضلع کے ڈپٹی کمشنر کی طرف سے دو ماہ کا ٹیلی فون کا بل تین لاکھ روپے موصول ہوا۔ میں نے متعلقہ

ڈی سی سے پوچھا کہ کیا امریکہ میں کسی خاتون سے اس کا فیئر چل رہا تھا کہ فون کا بل اتنا بڑھ گیا؟ اس نیک نام ڈپٹی کمشنر نے ایمانداری سے جواب دیا کہ ''میں اپنی زیر تصنیف کتاب لاہور کے ادیبوں، دانشوروں کو لفظاً لفظاً سناتا رہا ہوں تا کہ وہ زبان و بیان کی اصلاح اور واقعات کی تصحیح کر سکیں۔ اس لئے تین لاکھ تک چلا گیا۔ اسے منظور فرما لیں آئندہ احتیاط کروں گا۔''

اس دوست نے بتایا کہ ابھی میں اس بل کی منظوری کے بارے میں تذبذب کا شکار تھا کہ ڈپٹی کمشنر لاہور کا سالانہ فون بل منظور کیلئے آ گیا۔ یہ ستائیس لاکھ روپے کا بل تھا۔ میں فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ ایک دن وزیر اعلیٰ ہاؤس کی طرف سے بل کی فوری منظوری کا حکم صادر ہوا۔ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے دست بستہ عرض کی ''کہ حضور ڈپٹی کمشنر بہادر نے اپنی مالیاتی حدود سے تجاوز کیا ہے۔ جس پر باز پرس ہونی چاہئے۔ میں یہ بل منظور کرنے کا مجاز نہیں۔'' نیب کے ذریعے سزا یاب اس وزیر اعلیٰ کی طرف سے میرے جواب پر ناگواری ظاہر کی گئی۔ چیف صاحب نے رولز ریلیکس کر کے بل منظور کر لیا اور میری سرزنش کی گئی کہ آئندہ اس طرح کے بل روکا نہ کروں۔

بھارتی وزیر اعظم بے چارہ تو ماہانہ تین ہزار روپے خرچ کرنے کی منظوری کیلئے پارلیمنٹ کا محتاج ہے۔ مگر ہمارے ہاں وزیر اعلیٰ اربوں روپے کے پلاٹ اپنے چہیتوں کو اونے پونے الاٹ کرنے اور زکوٰۃ، بیت المال فنڈ سے سیاسی کارکنوں کی جیبیں بھرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ کوئی پارلیمنٹ، کوئی عدالت اس سے پوچھ نہیں سکتی۔ گزشتہ روز احتساب عدالت میں ان ساتھ افراد کی فہرست پیش کی گئی جنہیں صوابدیدی کوٹے سے ایل ڈی اے کے پلاٹ الاٹ کئے گئے۔ ان میں سیاستدان، بیوروکریٹس، فوجی جرنیل، سفارت کار وغیرہ شامل ہیں۔ جو یہ پلاٹ الاٹ نہ بھی کرتے تو عیش آرام کی زندگی بسر کرنے والے ان خواتین و حضرات کو کوئی فرق نہ پڑتا لیکن اس طرح ان کا ضمیر شاید ملامت کرتا کہ آخر وہ بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے سے محروم کیوں رہ گئے۔

قبرستان میں پی سی او بنانے، ڈسپنسریوں، سکولوں اور کمیونٹی سنٹروں پر قبضہ کے جو واقعات ان دنوں پیش آ رہے ہیں۔ وہ ہمارے منتخب نمائندوں کے با اختیار ہونے کا ثبوت ہے کیونکہ جب پاک بحریہ کے سربراہ بحریہ ٹاؤن پر آبدوزوں کی مشقیں کر سکتے ہیں۔ ججوں کی جمنٹ سٹیٹس اور جرنیلوں کے وار میپ، کارنر پلاٹوں کا عکس ابھر سکتا ہے۔ بھارتی نائب وزیر اعظم جتنی رقم (چھ سو روپے) ایک مہینے میں خرچ کرنے کا مجاز ہے، ہمارے ہاں نچلی سطح کا کونسلر اس سے زیادہ رقم روزانہ چائے، نہاری، بونگ، مرغ چھولے اور کلچے کے ناشتے پر اڑا دیتا ہے اور چاٹی کی لسی اس پر قومی افتخار کا نشہ طاری کر دیتی ہے۔